حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

سیرت ائمہ پر مستند اور مختصر کتب کا سلسلہ

تحریر: مجلس مصنفین ادارہ در راہِ حق۔ قم، ایرا

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

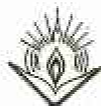
تحریر

مجلسِ مصنفین ادارہ در راہِ حق۔ قم ایران

ترجمہ

ادارہ نورِ اسلام

یکے از مطبوعات



دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

۲-جے - ۵/۴ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

نام کتاب ــــــــــــــــ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
تحریر ــــــــــــــــ مجلسِ مصنفین ادارۂ در راہِ حق (قم ایران)
ترجمہ ــــــــــــــــ نورِ اسلام، فیض آباد
ناشر ــــــــــــــــ دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان
کتابت ــــــــــــــــ حسن اختر۔ لکھنؤ
تاریخ اشاعت ــــــــــــــــ شوال ۱۴۱۲ھ اپریل ۱۹۹۲ء
طبع دوم ــــــــــــــــ شوال ۱۴۱۳ھ اپریل ۱۹۹۳ء

اِنتساب

اُس امامِ عالی مقامؑ

کی خدمتِ اقدس میں، — جسے

دُنیائے جور و ستم نے

جب ذرا سانس لینے کا موقع دیا — تو

اِس عظیم ہستی نے

دُنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کر دیا

اسلامی دُنیا میں، بلکہ کائنات میں علم و ہنر کی تابناکیاں

اسی آفتابِ علم و کمال کی ایک ہلکی سی کرن ہیں — دُنیا میں

جو علم و دانش کی درخشندگی ہے، یہ اُسی نورِ مجسّم کا ایک

معمولی سا پرتو ہے۔

اُس امامِ عالی قدر مقام

حضرت محمّد باقر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

کی خدمت میں

"نورِ اسلام"

رہنمائے کتاب

باسمہ تعالیٰ

بطورِ ابتداء

یہ ایک جانی پہچانی حقیقت ہے کہ انسان اس صورت میں ترقی کر سکتا ہے، جب اس کی صحیح طور پر رہنمائی کی جائے۔ انسانی فطرت میں جمود نہیں پایا جاتا، اور اسی جذبہ کے تحت انسانی زندگی ایک جگہ قائم نہیں رہتی۔ ہمیشہ انسانی زندگی میں تغیّر و تبدّل ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان "حجری دور" سے نکل کر آج "ایٹمی دور" میں زندگی بسر کر رہا ہے اور کل ایک نئے دور میں زندگی بسر کرے گا۔ انسان جتنی بھی زیادہ ترقی کر لے، ارتقا کے کسی مرحلے میں کیوں نہ ہو، اسے ایک رہبر کی ضرورت ایک فطری تقاضا ہے۔

رہبر کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ وہ انسان کے لئے غذائی مواد فراہم کرے اور اس کی زندگی کی دوسری ضروریات پوری کرے۔

بلکہ رہبر کی ایک عظیم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انسانی وجود میں جو صلاحیتیں پوشیدہ ہیں اور جو استعداد خداوند عالم نے اس آدم خاکی میں ودیعت فرمائی ہیں انھیں بروئے کار لایا جا سکے اور ان سے انسانی فلاح و بہبود کے لئے صحیح طور پر استفادہ کیا جا سکے اور خود انسان کو انسان کی معرفت کرائی جائے۔

یہ بات سب نے تسلیم کی ہے، اور یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مختصر سی مدت میں عربوں کو کہاں سے کہاں پہونچا دیا۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے جس ذات نے عربوں کی رہبری کا بیڑا اٹھایا تھا اسے جہاں ان کے مسائل سے دلی لگاؤ تھا۔ وہاں اس ذات میں رہبری کے شرائط بدرجہ اتم موجود تھے، جن سے بڑھ کر تصور نہیں ہو سکتا۔ اس ذات نے ان میں موجود پوشیدہ خزانوں کو ابھارا، ان کی صلاحیتوں کو بیدار کیا، ان کو ان کی عظمت وطاقت کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس مردِ آہن کا کمال تھا کہ اس نے نہتے مسلمانوں کو مسلح اور ہتھیار بند صنادید عرب پر فتح و نصرت دی، اور تمام باطل قوتوں کو حرفِ غلط ثابت کر دیا۔

آج کی زبوں حالی اس بات کا نتیجہ ہے کہ ہم اپنے رہبروں کو بھلا بیٹھے ہیں، معصوم کردار کے ہوتے ہوئے ہم گناہ گاروں کی پیروی کر رہے ہیں۔

لہٰذا ضرورت ہے کہ ہم اپنے رہبروں کی زندگی کے بارے میں زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کریں، ان کے بتائے ہوئے اور بنائے ہوئے راستے پر اپنی زندگی کو ڈھالیں، افسانوی کردار کے بجائے حقیقی اور عصمتی کردار کے متوالے بنیں۔

زیرِ نظر کتابچہ اس عظیم سماجی ضرورت کی طرف ایک معمولی سا قدم ہے۔ اس کتابچہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی سیرت اور زندگی کا ایک خاکہ ہے۔ آپ کی حیات طیبہ کے چند گوشوں کو پیش کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

”ہاں! وہ ہمارے دوستوں میں تھا، اور ہمارے چاہنے والوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔
کیا تمہارا خیال ہے کہ ہماری نگاہیں تمہارے اعمال پر نہیں ہیں، تمہاری حرکتیں ہمارے کانوں تک نہیں پہونچتی ہیں۔؟!
کس قدر غلط ہے یہ خیال ـــــ بخدا تمہاری پوری زندگی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، تمہاری ہر جنبش نظر پر ہماری نگاہ ہے۔ ہمیشہ اچھے اعمال وکردار کی عادت ڈالو، تاکہ تمہارا شمار اہل خیر میں ہو، اور اسی کے ذریعہ پہچانے جاؤ۔
اسی بات کا میں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں ـــــ“ (۱)

---

(۱) بحارالانوار ج۴۶ ص۲۴۳-۲۴۴، طبع جدید ۱۳۹۴ھ

حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السّلام

اسمِ مُبارک ——— محمّدؐ
کنیت ——— ابوجعفر
لقب ——— باقر العُلوم
پدرِ بزرگوار ——— حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام
مادرِ گرامی ——— اُمِّ عبداللہ۔ دُختر امام حسنؑ علیہ السّلام
تاریخِ ولادت ——— یکم رجب ۵۷ھ۔ بروز جمعہ (۱)
مکانِ ولادت ——— مدینہ منوّرہ
تاریخِ شہادت ——— ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ (۲)
مکانِ شہادت ——— مدینہ منوّرہ
قبرِ مطہر ——— جنت البقیع

حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السلام کا نسب مُبارک " والدین " کی طرف سے حضرت رسُولِؐ خدا حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم سے ملتا ہے. کیونکہ آپ کے والد بزرگوار حضرت

---

(۱) مصباح المتہجد. شیخ طوسی ص ۵۵۷، ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۳ طبع نجف ۱۳۹۲ھ
(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۴

امام زین العابدین علیہ السّلام فرزند حضرت امام حسین علیہ السّلام۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ "ام عبداللہ" حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔

ہر ایک کی زبان پر حضرت کی عظمت و بزرگی کا چرچا تھا، اور جب کبھی ہاشمی، علوی اور فاطمی خاندان کی شرافت و بلند کرداری کا تذکرہ ہوتا تو لوگ آپ کو تنہا ان خاندانوں کا وارث تصوّر کرتے تھے اور آپ کو ہاشمی، علوی اور فاطمی کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ لہجے کی صداقت، چہرے کی جاذبیت اور فیاضی و سخاوت آپ کی خصوصیات تھیں۔

عظمتِ امامؑ

پیغمبر گرامی اسلام نے اپنے ایک بہت ہی پارسا صحابی جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے ارشاد فرمایا:

"اے جابر! خداوند عالم نے تم کو طول عمر عطا فرمائی ہے اور تمھیں میرے فرزند "محمّد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب" کی زیارت نصیب ہوگی، جس کا نام توریت میں "باقرؑ" ہے۔ جب تمھیں زیارت کا شرف حاصل ہو تو تم میرا سلام پہونچا دینا۔"

پیغمبر اسلامؐ کا انتقال ہوگیا اور جابر کو ایک طویل عمر نصیب ہوئی۔ ایک دن آپ امام زین العابدین علیہ السلام کے گھر گئے، اس وقت امام محمد باقر علیہ السلام خوردسال تھے۔ جس وقت جابر کی نگاہ امام باقر علیہ السلام پر پڑی فوراً کہا:

"ادھر تشریف لائیے!"

پھر کہا۔ "ذرا پیچھے تشریف لے جائیے۔"

امام پیچھے تشریف لے گئے۔ یہ دیکھ کر جابر نے کہا:۔ "خداوند کعبہ کی قسم! یہ تو

ہو بہو رسول خداؐ کی تصویر ہیں!"

پھر امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا، "یہ کون ہیں؟"

امامؑ نے فرمایا: "یہ میرے فرزند محمّدؑ باقر ہیں، جو میرے بعد تمہارے امام ہوں گے"۔

یہ سن کر جابر اُٹھے اور امام محمد باقر علیہ السلام کے قدم مبارک کا بوسہ لیا اور کہا۔۔۔۔۔

"میں آپ پر فدا ہو جاؤں اے فرزندِ رسولؐ! آپ کے جدِّ بزرگوار حضرت رسولِ خداؐ نے آپ کو سلام کہلایا ہے"۔

یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: "جدِّ بزرگوار پر لاکھوں بار درود و سلام جب تک کہ زمین و آسمان قائم ہیں اور تم پر بھی اے جابر میرا سلام ہو کہ تم نے مجھ تک یہ سلام پہونچایا"۔ (۱)

علمِ امامؑ

امام محمّدؑ باقر علیہ السلام بھی دوسرے اماموں کی طرح سرچشمۂ وحی سے سیراب ہوئے تھے ان حضرات نے نہ تو کسی اُستاد کے سامنے زانو تہہ کیا، اور نہ ہی کسی دُنیاوی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی، کیونکہ یہ تمام حضرات دُنیا والوں کو علم و حکمت کی تعلیم دینے آئے تھے، ان سے کچھ بھی حاصل کرنے نہیں آئے تھے۔

جابر بن عبداللہ انصاری برابر امام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی امام کے سرچشمۂ علم و کمال سے حسبِ ظرف بجھاتے رہتے اور برابر امام کو "باقر العلوم" کے نام سے یاد کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ اس خوردسالی میں بھی وحیِ الٰہی سے سرشار ہیں۔ (۲)

---

(۱) امالی شیخ صدوقؒ ص ۲۱۱، طبع حجری علل الشرائع ج ۱ ص ۲۳۳ طبع نجف ۱۳۸۵ھ

(۲) علل الشرائع ج ۱ ص ۲۳۴ طبع حیدریہ نجف ۱۳۸۵ھ

"عبداللہ بن عطاء مکی" کا بیان ہے کہ میں نے بڑے بڑے دانش وروں کو کسی کے نزدیک اس قدر سبک نہیں دیکھا جتنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے نزدیک "حکم بن عتیبہ" جس کی علمی دھاک تمام لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی، لیکن جس وقت وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ ایک عظیم استاد کے سامنے بیٹھا ہوا ہے (۱)

امام کی عظمت و بزرگی کا کلمہ ہر زبان پر جاری تھا "جابر بن یزید جعفی" امام سے روایت نقل کرتے وقت کہا کرتے ــــــــ "وارثِ علوم انبیاء حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا۔" (۲)

ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور ایک سوال کر بیٹھا۔ عبداللہ بن عمر سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جاؤ اور ان سے سوال کرو اور جو وہ جواب دیں اس سے مجھے بھی مطلع کرو۔

وہ شخص امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سوال دُہرایا۔ امامؑ نے سوال سنتے ہی فوراً اسے اطمینان بخش جواب دیا۔ اس شخص نے جواب عبداللہ بن عمر کے لئے نقل کر دیا۔ جواب سُن کر عبداللہ بن عمر نے کہا ــــ "بخدا یہ لوگ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کا علم خداداد ہے۔" (۳)

ابوبصیر کا بیان ہے کہ ــــ "ایک روز میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ مسجد گیا ہوا تھا۔ لوگوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، امامؑ نے مجھ سے فرمایا، لوگوں سے یہ دریافت کرتے رہو آیا وہ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ میں ہر ایک سے پوچھتا رہا کہ تم نے امامؑ کو دیکھا ہے، ہر ایک شخص یہی جواب دیتا کہ ہم نے

---

(۱) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۵ طبع نجف ۱۳۹۲ھ
(۲) " " " "
(۳) مناقب ابن شہر آشوب ج ۴ ص ۳۲۹ طبع نجف ۱۳۸۵ھ

نہیں دیکھا۔ جب کہ امام میرے پہلو میں تشریف فرما تھے۔ ابھی میں لوگوں سے معلوم کر رہا تھا کہ اتنے میں "ابوہارون" جو امام کے حقیقی چاہنے والوں سے تھے، وارد ہوئے، یہ یاد رہے کہ ابوہارون بالکل نابینا تھے، امام نے مجھ سے کہا، ذرا ابوہارون سے بھی دریافت کرو، میں نے ابوہارون سے پوچھا تم نے امام ابوجعفر علیہ السّلام کو دیکھا ہے؟

ابوہارون نے فوراً جواب دیا: "کیا یہ تمھارے پہلو میں تشریف فرما نہیں ہیں؟"

میں نے دریافت کیا "آخر تمھیں کیسے معلوم ہوا۔؟"

ابوہارون نے جواب دیا، "میں کیونکر انھیں نہ پہچانوں، دراں حالیکہ وہ نور درخشندہ ہیں"۔(۱)

یہ روایت بھی ابوبصیر سے نقل ہوئی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک افریقی سے اپنے دوست "راشد" کے حالات دریافت کیے۔ افریقی نے جواب دیا: الحمدللہ بخیر ہے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا ہے۔

امام نے فرمایا: "خدا اس پر رحمت نازل کرے"۔!

اس نے تعجب سے پوچھا: "کیا اس کا انتقال ہوگیا۔؟"

امام نے فرمایا۔ "ہاں!"

اس نے دریافت کیا: "کب اس کا انتقال ہوا؟"

امام نے فرمایا۔ "تمھارے آنے کے دو دن بعد!"

اس نے کہا: "بخدا وہ بیمار بھی نہیں تھا۔"

امام نے فرمایا: "کیا جتنے بھی مرنے والے ہیں وہ سب مریض ہوتے ہیں؟"

اس وقت ابوبصیر نے راشد کے بارے میں سوال کیا۔

---

(۱) بحارالانوار ج ۴۶ ص ۲۴۳ طبع جدید

امام نے فرمایا:———

"وہ ہمارے دوستوں اور چاہنے والوں میں تھا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہماری نگاہیں تمہارے اعمال پر نہیں ہیں ، تمہاری حرکتیں ہمارے کانوں تک نہیں پہونچتیں ؟ ——کس قدر غلط ہے یہ خیال ——بخدا تمہاری پوری زندگی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے ، تمہاری ہر جنبش نگاہ پر ہماری نظر ہے ——ہمیشہ اچھے اعمال و کردار کی عادت ڈالو تاکہ تمہارا شمار اہل خیر میں ہو اور اسی کے ذریعہ پہچانے جاؤ۔ اسی بات کا میں تمام شیعوں کو حکم دیتا ہوں۔" (۱)

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں کوفے میں ایک عورت کو قرآن پڑھاتا تھا ، ایک روز اس سے مذاق کر بیٹھا اس کے بعد امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

امام نے فرمایا: "جو لوگ تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیا خدا کو اس کا علم نہیں ہے ذرا یہ تو بتاؤ تم نے اس عورت سے کیا کہا تھا۔"!

یہ سنتے ہی میں نے شرم سے گردن جھکالی اور توبہ کرلی۔

امام نے فرمایا: "دیکھو پھر کبھی تکرار نہ کرنا۔" (۲)

اخلاق امامؑ

ایک شامی مدینہ میں رہا کرتا تھا اور برابر امام کی خدمت میں حاضر ہوتا ، ایک روز امام سے کہنے لگا ——"میرا دل آپ کے کینے سے بھرا ہوا ہے اور اس روئے زمین پر کوئی ایک

---

(۱) بحارالانوار ج ۴۶ ص ۲۴۳-۲۴۴ طبع جدید ۱۳۹۴ھ

(۲) بحارالانوار ج ۴۶ ص ۲۴۷ طبع جدید

نہیں ہے جسے میں آپ سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں، اور مجھے اس بات کا یقین ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت و خوشنودی صرف آپ کی دشمنی میں ہے۔ اور یہ جو میں برابر آپ کے یہاں آیا جایا کرتا ہوں یہ اس بنا پر نہیں ہے کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں بلکہ صرف اس لئے کرتا ہوں کہ آپ ایک اچھے سخن ور اور ایک بہترین ادیب ہیں اور آپ کا کلام ادبی لطافتوں سے سرشار رہتا ہے۔"

ان تمام باتوں کے باوجود بھی امام قاعدے سے پیش آتے رہے اور آپ کی رفتار میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ـــــ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی سخت مریض ہو گیا اور اسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب میری موت یقینی ہے جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو حضرت ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) میری نماز جنازہ پڑھائیں۔

رات ابھی نصف کو پہونچی تھی کہ لوگوں نے دیکھا اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس کا ولی و وارث امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اور تعقیبات میں مشغول تھے۔ اس شخص نے سارا ماجرا امام سے بیان کر دیا۔

امام نے فرمایا، جلدی نہ کرو اس کا انتقال نہیں ہوا ہے۔ امام نے دوبارہ وضو فرمایا، دو رکعت نماز ادا کی، ہاتھوں کو بلند کر کے دعا مانگی اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ آپ نے سجدے سے اس وقت سر اٹھایا جبکہ سورج نکل آیا تھا۔

امام اس شامی کے گھر تشریف لے گئے اور شامی کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس کو آواز دی۔ اس نے فوراً جواب دیا۔ امام نے سہارا دے کر اسے بٹھایا اور تکیہ لگا دی۔ پھر امامؑ نے شربت طلب فرمایا اور اس کو پلا دیا اور اس کے گھر والوں سے فرمایا: "اسے ٹھنڈی غذا دو" ـــــ یہ فرما کر امام واپس چلے گئے۔

ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ وہ شامی بالکل صحت یاب ہو گیا اور امام کی خدمت میں حاضر

ہو کر کہنے لگا ـــــــ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ تمام لوگوں پر حجت خدا ہیں"۔ (۱)

محمد بن منکدر جن کا شمار اس وقت کے صوفیائے کرام میں ہوتا تھا، ایک روز جبکہ بہت ہی سخت گرمی پڑ رہی تھی، مدینے سے باہر گئے ہوئے تھے راستے میں کیا دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام دو نوں غلاموں کے ساتھ چلے آرہے ہیں اور آپ پسینہ میں غرق ہیں۔ حالت بتا رہی تھی کہ آپ کھیت سے تشریف لا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چلو اچھا موقع ملا ہے آج ان کو ضرور نصیحت کروں گا۔ کیونکہ یہ باتیں ان کے لئے زیبا نہیں ہیں۔ یہ سوچ کر امام کے قریب گیا اور سلام کیا۔ امام نے جواب دیا۔

میں نے کہا: "خدا آپ کو زندہ و سلامت رکھے اگر اسی حالت میں آپ کو موت آجائے تو پھر آپ کا کیا عالم ہوگا۔ کیونکہ یہ بات ہرگز آپ کے لئے مناسب نہیں ہے"۔

امام نے فرمایا: "خدا کی قسم! اگر اسی حالت میں موت آجائے تو اطاعتِ خداوندی میں موت آئے گی۔ کیونکہ میں اپنے اس عمل سے خود کو تم جیسے لوگوں سے بے نیاز کر رہا ہوں۔ میں صرف اس وقت موت سے گھبراتا ہوں جب خدانخواستہ کسی گناہ میں ملوث ہوں"۔

محمد بن منکدر نے کہا کہ خدا آپ پر رحمتیں نازل کرے میں نے چاہا تھا کہ آپ کو نصیحت کروں مگر آپ نے خود مجھے نصیحت فرمادی اور مجھے متنبہ کر دیا۔ (۲)

امام اور اموی خاندان

امام خواہ گھر میں انفرادی زندگی بسر کر رہے ہوں یا سماج میں اجتماعی زندگی دونوں

---

(۱) امالی شیخ طوسیؒ ص ۲۶۱ طبع نجف

(۲) ارشاد شیخ مفید ص ۲۹۶

صورت میں ان کی زعامت اور امامت میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ امامت بھی رسالت کی طرح ایک منصب ہے جسے خدا عنایت کرتا ہے۔ لوگوں کی رائے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

ہمیشہ غاصب و ظالم اس منصب و مقام سے حسد کرتے رہے۔ ان لوگوں کی مستقل کوشش رہی کہ جس طرح بھی ہو سکے حکومت امام کے ہاتھوں میں نہ جانے پائے اور اسی سلسلے میں جائز اور ناجائز کی سرحدیں ان کے لئے بے معنی تھیں۔

امام کی زندگی کا ایک حصّہ ہشام بن عبدالملک کے دورانِ حکومت میں گزرا۔ ہشام کو بھی دوسرے اموی بادشاہوں کی طرح اس بات کا یقین تھا کہ اگرچہ ہم نے ہزار نیرنگیوں سے حکومت ظاہری ان سے چھین لی ہے یا ان تک پہونچنے ہی نہیں دی، مگر لوگوں کے دلوں میں انھیں کی حکومت ہے انھیں کا سکّہ بیٹھا ہوا ہے۔

امام کی عظمت اور ہیبت اس قدر زیادہ تھی کہ دوست تو دوست خود دشمن بھی آپ کی عزّت و احترام کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

ہشام ایک سال حج کرنے کی غرض سے مکہ آیا ہوا تھا۔ اس سال امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام بھی مکہ تشریف لائے تھے۔ ایک روز امام جعفر صادق علیہ السلام لوگوں کے ایک عظیم اجتماع سے یوں مخاطب ہوئے:

> "حمد ہے اس خدا کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث کیا اور ہم کو ان کے ذریعہ فضیلت و عظمت عطا کی ہم ہیں خدا کے وہ برگزیدہ بندے جنھیں خداوند عالم نے روئے زمین پر اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کامیاب و کامران صرف وہ ہے جو ہماری اطاعت اور پیروی کرے اور جس نے ہم سے دشمنی کی وہ ہلاک اور برباد ہوا ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السّلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں نے اس خطبہ کو ہشام تک پہونچا دیا مگر اس نے مکہ میں کوئی تعرض نہیں کیا اور وہ دمشق واپس چلا گیا اور ہم مدینے لوٹ آئے۔ ہشام نے دمشق سے والیٔ مدینہ کو حکم دیا کہ مجھے اور میرے پدر بزرگوار کو دمشق روانہ کر دیا جائے۔ ہم لوگ دمشق پہونچا دیئے گئے، اور تین دن تک ہشام نے ہمیں نہیں بلایا۔ چوتھے دن دربار میں بلایا گیا۔ جب ہم لوگ دربار میں داخل ہوئے اس وقت ہشام تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے اردگرد اس کے حوالی موالی تیر اندازی میں مصروف تھے۔

ہشام نے والد بزرگوار کا نام لے کر آواز دی اور کہا ذرا اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ تیر اندازی کیجئے۔

پدر بزرگوار نے فرمایا: "میں بوڑھا ہو چکا ہوں، تیر اندازی کا زمانہ گذر چکا ہے لہٰذا مجھے معذور رکھا جائے۔

ہشام نے اصرار کرنا شروع کیا اور آپ کو قسمیں دلانے لگا، اور خاندان بنی امیہ کے ایک بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا کہ ذرا اپنی کمان اور تیر ان کے حوالے کر دو۔

والد بزرگوار نے کمان لی اور تیر چلّہ کمان پر رکھا۔ پہلا ہی تیر سیدھا نشانہ پر جا بیٹھا پھر دوسرا تیر چلّہ کمان پر جوڑا، دوسرا تیر جا کر پہلے تیر پر پیوست ہو گیا۔ اسی طرح امام تیر رہا کرتے رہے اور ہر تیر پہلے تیر پر پیوست ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ امام نے نواں تیر رہا کیا، وہ بھی جا کر سیدھا آٹھویں تیر پر پیوست ہو گیا۔!

یہ دیکھ کر تمام لوگ مبہوت ہو گئے، اور ہشام کا چہرہ مارے اضطراب کے زرد ہو گیا، اور اس قدر خوف اس پر طاری ہوا کہ آنکھیں بالکل دھنس گئیں۔

ہر ایک کی زبان پر امام کی تعریف و توصیف تھی!

ہشام کہنے لگا۔ "واقعاً آپ نے کمال کر دیا۔ عرب اور عجم میں آپ سے بہتر کوئی تیر انداز

نہیں ہے۔ آپ نے کیسے فرمایا کہ میرا زمانہ تیر اندازی گذر چکا ہے اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔"

ہشام نے عین اسی وقت میرے پدر بزرگوار کے قتل کا ارادہ کر لیا اور سر جھکائے دیر تک سوچتا رہا اور ہم اس کے تخت کے کنارے کھڑے رہے۔ جب کافی دیر گذر گئی اور ہشام نے کوئی توجہ نہ کی تو اس کی اس حرکت سے میرے والد سخت ناراض ہوئے اور آثار غضب آپ کے چہرے سے نمایاں تھے۔ میرے والد کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ناراض ہوتے تو برابر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے۔

جب ہشام نے یہ حالت دیکھی تو اس وقت اس نے ہم کو تخت پر بلایا اور والد بزرگوار سے بغل گیر ہوا اور پھر انہیں اپنے تخت پر اپنے داہنے جانب بٹھایا، پھر مجھ سے گلے ملا اور میرے والد کے پہلو میں جگہ دی۔ اس کے بعد والد بزرگوار سے محو گفتگو ہو گیا اور کہنے لگا۔

"جب تک آپ کا وجود مبارک ہے عرب و عجم دونوں کو آپ پر فخر ہے۔ آپ نے یہ تیر اندازی کس سے سیکھی اور کتنی مدت میں سیکھی؟"

امام نے فرمایا ــــ تمہیں معلوم ہے کہ تیر اندازی مدینے والوں کا ایک بہترین مشغلہ ہے۔ میں نے کبھی کسی زمانے میں تیر اندازی کی تھی، پھر آج تک ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

ہشام ــــ جس وقت سے میں نے اپنے آپ کو پہچانا ہے اور تھوڑا بہت شعور مجھ میں بیدار ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کسی کو بھی آپ جیسی تیر اندازی کرتے نہیں دیکھا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس روئے زمین پر کوئی بھی آپ جیسا تیر انداز نہیں ہے۔ کیا آپ کے صاحبزادے "جعفر" بھی اسی طرح تیر اندازی کر لیتے ہیں۔؟

امام: ــــ ہاں! ہم تمام چیزوں کو کمالاً اور تماماً بطور ارث حاصل کرتے ہیں وہی کمال کی آخری حد جس سے خداوند عالم نے اپنے نبی حضرت محمد مصطفےٰ کو سرفراز فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" [۱] اور زمین کبھی بھی ایسے افراد سے خالی نہیں رہ سکتی جو تمام امور

---

[۱] سورہ مائدہ آیت ۳

میں کامل اور مہارت نہ رکھتے ہوں۔"

یہ سن کر ہشام جونڈھیا گیا اور غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر کہنے لگا ـــــــ

"مگر ہم اور آپ دونوں "عبد مناف" کی نسل سے نہیں ہیں اور اس لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر نہیں ہیں!"

امام ـــــ ہاں ایسا ہی ہے مگر خداوند عالم نے ہمیں کچھ خصوصیات عطا کئے ہیں جن سے اوروں کو بالکل محروم رکھا ہے۔

ہشام:ـــــ مگر پیغمبر "عبد مناف" کی اولاد نہیں تھے جو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کیے گئے۔ ان کی رسالت ہر ایک کے لیے عام تھی، اس میں کالے گورے کی کوئی قید نہ تھی۔ یہ تمام علم و ہنر آپ کو کس سے بطور وراثت ملا ہے جبکہ پیغمبر خداؐ کے بعد پھر کوئی دوسرا نبی نہیں ہے اور آپ تو نبی نہیں ہیں۔

امام:ـــــ خداوند عالم نے قرآن میں پیغمبر اسلامؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "جب تک کوئی وحی نہ پہونچے آپ اپنی زبان سے کچھ نہ فرمائیں" (۱) اس آیت کی بنا پر پیغمبرؐ کی زبان تابع وحی ہے تو اسی پیغمبرؐ نے ہم کو ایسے خصوصیات عطا کئے ہیں جن کو دوسروں سے دور رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو راز کی باتیں پیغمبر اسلامؐ اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام سے کرتے تھے وہ کسی دوسرے سے نہیں کہتے تھے اور اسی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے "وتعیھا اذن واعیۃ" (۲) جو کچھ بھی آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے اور جو اسرار و رموز آپ کے سپرد کئے جاتے ہیں اسے ایک یاد رکھنے والا کان سنا کرتا ہے

---

(۱) سورۂ قیامت آیۃ ۱۶
(۲) سورہ حاقہ آیۃ ۱۲

پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا میں نے خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق تم کو بنائے۔ کوفہ میں حضرت علیؑ نے ایک روز ارشاد فرمایا رسولؐ خدا نے مجھے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے میرے لئے ہزار ہزار باب کھل گئے۔ جس طرح سے خداوند عالم نے پیغمبر کو خصوصیات سے نوازا تھا اور دوسروں کو محروم رکھا تھا، اسی طرح اس نے حضرت علی کو منتخب کیا اور ان کو ایسی اشیاء کی تعلیم دی جو کسی اور کو نہ دی، ہمارا علم وکمال اسی منبع فیاض سے متعلق ہے اور وہی ہمارا سرچشمہ ہے لہٰذا یہ تمام چیزیں بطور وارث صرف ہم کو ملتی ہیں کسی دوسرے کو نہیں۔

ہشام:— علی نے تو علم غیب کا بھی دعوی کیا تھا، درانحالیکہ یہ دعویٰ خدا کے علاوہ کسی کو سزاوار نہیں ہے۔

امام:— خداوند عالم نے پیغمبر پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں تمام چیزیں موجود ہیں۔ شروع سے لے کر اس وقت تک کے حالات اور اس وقت سے قیامت تک تمام واقعات اس میں موجود ہیں، جیسا کہ خود قرآن میں ہے: نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ (۱) "ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے"۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تذکرہ اس کتاب میں نہ ہو (۲) "ہم نے تمام چیزیں روشن کتاب میں جمع کر دی ہیں" (۳) اور خداوند عالم نے پیغمبر کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ تمام اسرار ورموز علی کو تعلیم دے دو اور پیغمبرؐ نے امت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "علیؑ تم سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے

---

(۱) سورۂ نحل آیۃ ۸۹

(۲) سورۂ انعام آیۃ ۳۸

(۳) سورہ یٰسین آیۃ ۱۲

والے اور تم سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔"

یہ سن کر ہشام کو چپ لگ گئی، پھر کچھ بولا نہ گیا اور امامؑ اس کے دربار سے نکل آئے۔(۱)

امام مقامِ احتجاج میں

"عبداللہ بن نافع" جو حضرت علی علیہ السّلام کے سخت ترین دشمنوں میں تھا اور برابر کہا کرتا تھا کہ اگر کوئی مجھے قانع کر دے کہ جنگِ نہروان میں علی حق پر تھے اور خوارج کو جو قتل کیا گیا ہے وہ علی کا صحیح فیصلہ تھا تو اس شخص کی خدمت میں حاضری دوں گا خواہ وہ کتنی دُور کیوں نہ ہو۔

لوگوں نے عبداللہ سے کہا کہ کیا اولادِ علی علیہ السلام بھی تم کو قانع نہیں کر سکتی؟ عبداللہ نے کہا، کیا علی کی اولاد میں کوئی دانشور بھی ہے؟

لوگوں نے کہا۔ یہی بات تمہاری جہالت کے لئے کافی ہے۔ کیا یہ بات ممکن ہے کہ علی کی اولاد میں کوئی دانش ور نہ ہو؟

عبداللہ نے کہا "اس زمانے میں بھی کوئی ہے؟"

لوگوں نے حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام کی طرف عبداللہ کی رہنمائی کی۔ عبداللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ مدینہ آیا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی تمنا ظاہر کی۔

امام نے ایک غلام کو حکم دیا کہ جاؤ ان کا ساز و سامان اتار دو اور ان سے کہہ دو کہ کل تشریف لائیں۔!

صبح سویرے عبداللہ اپنے دوستوں کے ہمراہ امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے بھی اپنے تمام اصحاب اور مہاجرین و انصار میں جو لوگ زندہ تھے ان سب کو بلوایا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے

---

(۱) دلائل الامامہ طبری شیعی ص ۱۰۴-۱۰۶ طبع دوم نجف

امام تشریف لائے۔ اس وقت آپ سُرخ لباس زیب تن کیے ہوئے تھے۔ آپ یوں گویا ہوئے،

"حمد ہے اس رب کی جس نے زمان و مکان کو پیدا کیا ہے۔ حمد ہے اس ذات کی جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب خدا کی ملکیت ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ اس کے خاص بندے اور اس کے فرستادہ ہیں۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے نبوت کے ذریعہ ہم کو فضیلت عطا کی اور اپنی ولایت اور خلافت سے ہمیں نوازا۔

اے گروہ انصار و مہاجر! تم میں سے جس کو علیؑ کی کوئی فضیلت یاد ہو اسے بیان کرو۔!"

حاضرین نے ایک ایک حدیث بیان کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ بات "حدیث خیبر" تک پہونچی۔ لوگ کہنے لگے: جنگ خیبر کے موقع پر پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ كَرَّارًا غَيْرَ فَرَّارٍ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ۔

"کل میں علم اس مرد کے سپرد کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور جسے اللہ اور اس کا رسُول بھی دوست رکھتا ہوگا۔ وہ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہوگا اور میدان کارزار سے فرار نہیں کرے گا اور اس وقت تک واپس نہیں آئے گا جب تک خدا اسے فتح و نصرت سے ہمکنار نہ کردے۔"

دوسرے روز یہ علم اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کیا گیا آپ نے شاندار جنگ لڑی اور یہودیوں کے قلعہ خیبر کو فتح کرلیا اور باب خیبر کو اکھاڑ پھینکا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن نافع سے فرمایا۔ "اس حدیث کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔؟"

عبداللہ : —— حدیث تو بالکل صحیح ہے مگر علی بعد میں کافر ہو گئے کیونکہ انھوں نے ناحق خوارج کو قتل کیا۔ (۱)

امام : —— تیری ماں تیری عزا میں بیٹھے۔ جس وقت خدا علی کو دوست رکھتا تھا اسے یہ معلوم تھا کہ علی بعد میں خوارج کو قتل کریں گے یا خدا کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ اگر یہ کہو کہ خدا کو اس بات کا علم نہیں تھا تو کفر لازم آتا ہے۔!

عبداللہ : —— خدا کو اس بات کا بالکل علم تھا۔!

امام : —— خدا جب علی کو دوست رکھتا تھا تو اس بنا پر کہ علی اس کے اطاعت گذار بندے ہیں یا اس بنا پر —— معاذ اللہ —— کہ علی اس کی نافرمانی کرتے ہیں؟

عبداللہ : —— خدا اس بنا پر دوست رکھتا تھا کہ علی اس کے اطاعت گذار بندے ہیں۔

امام : —— تو اگر آئندہ علی سے کوئی گناہ —— معاذ اللہ —— سرزد ہونے والا تھا تو خدا ہرگز علی کو دوست نہ رکھتا۔ خدا کا دوست رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آئندہ علی سے کوئی گناہ سرزد ہونے کا امکان نہیں ہے۔ تو اب خوارج کا قتل کرنا گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ قتل کرنا بھی اطاعتِ خداوندی ہے۔

اس کے بعد امام نے فرمایا —— "چلو اٹھو۔ اب تمھارے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور صرف یہی ایک دلیل تمھارے خیال کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔

---

(۱) خوارج ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو جنگ نہروان میں حضرت علی علیہ السلام کے مقابل تھے۔ یہ لوگ صرف اس بنا پر برسرپیکار ہو گئے تھے کہ حضرت علی نے جنگ صفین میں کیوں جنگ روک دی اور بعد میں "حکم" کو قبول کیا۔

عبداللہ وہاں سے اٹھا اور اس آیت کی تلاوت کرنے لگا۔

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (۱)

"یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جائے اور صبح کاذب کا نور ہو جائے"۔

مطلب یہ تھا کہ حقیقت بالکل صبح صادق کی طرح آشکار ہو گئی اور اب کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا۔ اور کہنا چاہتا تھا کہ ـــ "خدا خوب جانتا ہے کہ رسالت کو کس خاندان میں رکھا جائے"۔ (۲) اور کس کو اس منصب کا وارث قرار دیا جائے! (۳)

حکمِ امامؑ سے سکّے ڈھلتے ہیں

پہلی صدی ہجری میں کاغذ صرف رومی بنایا کرتے تھے اور یہ صنعت صرف انہیں تک محدود تھی اور مصر کے عیسائی بھی بنالیا کرتے تھے۔ چونکہ روم کے رہنے والے عیسائی تھے لہٰذا وہ کاغذ پر "اب، ابن، روح" (جو خاص عیسائیت کی نشانی ہے) کا مارک لگاتے تھے اور یہی ان کی مخصوص علامت (ٹریڈ مارک) تھی۔

عبدالملک اموی ایک ہوشیار حکمراں تھا جب اس نے کاغذ پر اس قسم کی نشانیوں کو دیکھا اور دقت سے اس کا مطالعہ کیا تو حکم دیا کہ اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے۔ جب ترجمہ ہو کے اس کے سامنے پیش ہوا تو سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ مصر ایک اسلامی مملکت ہے اس میں عیسائیت کیوں پروان چڑھ رہی ہے۔ فوراً مصر کے گورنر کو بلا کر یہ حکم دیا کہ تمام مصنوعات پر اب یہ نشانی

---

(۱) سورہ بقرہ آیۃ ۱۸۷
(۲) سورہ انعام آیۃ ۱۲۴
(۳) کافی جلد ۸ ص ۳۴۹ طبع جدید

ہونی چاہیے:۔ "شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو" ـــــ اور پورے ملک میں یہ حکم جاری ہو گیا کہ وہ کاغذ جس پر عیسائیت کی نشانی اور علامت ہو اس کو فوراً نیست و نابود کر دیا جائے اور اس کاغذ کے بدلے نئے کاغذ استعمال کیے جائیں۔

اسلامی مملکت میں اب نئے کاغذ استعمال ہونے لگے جن پر اسلام کی نشانی اور علامت ہوتی تھی اور یہ کاغذ روم بھی پہونچے۔ قیصر روم کو اس بات کی اطلاع دی گئی۔ قیصر روم نے عبدالملک کو ایک خط لکھا کہ:ـــــ

"ہمیشہ سے کاغذ پر روم کی علامت ہوا کرتی تھی۔ یہ جو تم نے نئی علامت رائج کی ہے اگر تمہارا یہ کام صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے پہلے جو خلفاء تھے انھوں نے ناجائز طور پر اسے برقرار رکھا تھا اور ان کا یہ عمل درست نہیں تھا، اور اگر گزشتہ خلفاء کی روش بالکل صحیح اور اسلامی تھی تو پھر تمہارا یہ اقدام غلط ہے (۱) میں اس خط کے ہمراہ ایک تحفہ بھی ارسال کر رہا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور اب اس بات کی اجازت دیں گے کہ مصنوعات پر وہی پرانی علامت باقی رہے۔ امید ہے کہ آپ کا مثبت اقدام ہمارے لئے سپاس گزاری کا سبب بنے گا۔"

عبدالملک نے تحفہ واپس کر دیا اور قیصر روم کے قاصد سے کہا کہ تمہارا یہ خط جواب کے لائق نہیں ہے۔

قیصر روم نے پھر تحفہ ارسال کیا۔ اس مرتبہ تحفہ کافی گراں قدر ارسال کیا اور خط میں لکھا:

"میں نے جو تحفہ ارسال کیا تھا چونکہ وہ معمولی تھا، لہٰذا آپ نے اسے قبول

---

(۱) مطلب یہ تھا کہ اس طرح خاندانی تعصب کو ہوا دی جائے تاکہ عبدالملک اپنے اقدام سے باز آجائے۔

نہیں فرمایا۔ امید ہے کہ اس مرتبہ ہماری پیش کش کو قبول کرتے ہوئے اس گراں قدر تحفہ کو قبول فرمائیں گے۔"

عبدالملک نے اس مرتبہ بھی تحفہ واپس کر دیا اور خط کا کوئی جواب نہ دیا۔

قیصر روم نے پھر عبدالملک کو ایک خط لکھا کہ: ——

"آپ دو مرتبہ ہمارے تحفہ کو واپس کر چکے ہیں اور ہماری پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ اب تیسری مرتبہ پھر تحفہ ارسال کر رہا ہوں اور یہ تحفہ گزشتہ کے مقابلے میں کافی گراں قیمت ہے۔ اگر اس مرتبہ پھر تحفہ کو لوٹا دیا اور ہماری بات نہ مانی تو حضرت عیسٰی کی قسم کہ تمام کارخانوں کو حکم دوں گا کہ وہ ایسے سکے ڈھالیں جن پر پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخانہ الفاظ درج ہوں اور یہ بات بھی یاد رہے کہ سکے صرف اہلِ روم ہی ڈھالتے ہیں اور جب اس قسم کے سکے تمہارے پاس پہونچیں گے تو شرم سے پسینے پسینے ہو جاؤ گے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ہماری بات مان لو کہ تمام مصنوعات پر خاص کر کاغذ پر ہمارا نشان رہے گا اور ہمارے اس گرانقدر تحفے کو قبول کر لو تاکہ ہمارے تمہارے دوستانہ تعلقات برقرار رہیں۔"

جب یہ خط عبدالملک کے پاس پہونچا تو اس سے کوئی جواب نہ بنا اور کہنے لگا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو پیغمبرؐ کی —— معاذ اللہ —— رسوائی کا باعث بنوں گا، اور میں وہ پہلا فرزند اسلام قرار پاؤں گا کہ میری بنا پر لوگ رسول اللہ کو —— معاذ اللہ۔ برا بھلا کہیں گے۔

اس سلسلے میں اس نے لوگوں سے مشورے کیے مگر کوئی معقول جواب نہ ملا۔ حاضرین میں سے ایک شخص کہنے لگا آپ کو راہ حل معلوم ہے مگر آپ جان بوجھ کر اس کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔

عبدالملک نے کہا: "وائے ہو تمہارے اوپر وہ کون سا راستہ ہے جس سے میں عمداً گریزاں ہوں"؟

وہ کہنے لگا " اس مسئلہ کا حل "باقر اہل بیتؑ" سے دریافت کرو ان کے علاوہ اور کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا "!

عبدالملک نے اس بات کی تصدیق کی اور فوراً مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السّلام کو عزت واحترام کے ساتھ شام روانہ کرو اور ادھر عبدالملک نے قیصر روم کے قاصد کو روک کے رکھا۔ یہاں تک کہ امام شام تشریف لائے اور عبدالملک نے سارا ماجرا امام علیہ السلام سے بیان کیا اور امام نے فرمایا :

" شاہ روم کی گیدڑ بھبکیاں کبھی عملی نہ ہوں گی اور یہ کام اس کے امکان میں نہیں ہے اور اس کی دھمکی کا سیدھا راستہ یہ ہے کہ اس وقت تمام صنعت گروں کو جمع کرو اور انھیں اس بات کا حکم دو کہ یہ لوگ خود سکّہ ڈھالنا شروع کریں۔ سکّہ کے ایک طرف سورۂ توحید کا نقش ہو اور دوسری طرف پیغمبر اسلامؐ کا اسم مبارک کندہ ہو اور اس طرح ہم کو رومی سکے کی ضرورت نہ ہوگی اور یہ سکّے تین قسم کے ہوں :-

(۱) ہر درہم ایک مثقال کے برابر ہو کہ دس درہم دس مثقال ہو۔

(۲) ہر دس درہم ۶ مثقال کے برابر ہو۔

(۳) ہر دس درہم ۵ مثقال کے ہم وزن ہو

اس طرح سے تینوں درہم ۲۱ مثقال کے ہم وزن ہوں گے۔ اگر کسی کے پاس رومی تینوں درہم ہیں جن کا وزن ۲۱ مثقال ہوتا ہے تو اس شخص کو رومی تیس درہم کے عوض نئے تیس درہم دیئے جائیں گے۔ اسی کے ساتھ ہر سکّہ پر اس کے شہر کا نام اور سال درج ہو۔ امام علیہ السلام نے اس سلسلہ میں اور بھی تفصیلات عبدالملک کو بتائی۔

امام کے حکم کے مطابق عبدالملک نے تمام صنعت گروں کو جمع کیا اور ان کو امام کے حکم سے آگاہ کیا۔ سکّے ڈھلنا شروع ہو گئے، عبدالملک نے سارے ملک میں یہ حکم نافذ کر دیا کہ جس کے پاس رومی سکّے موجود ہوں وہ انھیں جمع کر کے نئے سکّے حاصل کر لے اور اب صرف اسلامی سکّے

ملک میں رائج ہوں اور غیر اسلامی سکے رفتہ رفتہ ختم کر دیے جائیں، اور آخر کار تمام غیر اسلامی سکے ملک سے ختم ہو گئے۔

عبد الملک نے قیصر روم کے قاصد کو بلا کر سارا قصہ بیان کر دیا اور کہا کہ قیصر روم سے کہہ دینا کہ ہم تمہارے سکوں کے محتاج نہیں ہیں۔

جب قیصر روم تک یہ خبر پہونچی تو اس کے درباریوں نے بے حد اصرار کیا کہ قیصر اپنی دھمکی کو عملی کر دکھائے۔ قیصر روم نے کہا کہ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ عبد الملک کے تعصب کو ہوا دوں اور اس کو غصہ دلا کر فائدہ اٹھاؤں اور اب دھمکی پر عمل کرنا بے فائدہ ہے کیوں کہ اب اسلامی ممالک میں ہمارے بنائے سکے نہیں چلیں گے۔ (۱)

---

(۱) المحاسن والمساوی بیہقی ج۲ ص ۲۳۲۔۲۳۶ طبع مصر۔ حیوۃ الحیوان دمیری طبع قدیمی ص ۴۳

اصحابِ امام

امام محمد باقر علیہ السلام نے بہترین افراد کی پرورش کی اور آپ کے حلقۂ درس کا ہر شاگرد اپنے فن میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ جب حکومتوں نے ذرا بھی سانس لینے کا موقع دیا تو اس وقت آپ نے لوگوں کو معارفِ اسلامی سے آگاہ کرنا شروع کر دیا اور وہ لوگ جو شیفتگانِ علم و دانش تھے وہ رفتہ رفتہ آپ کے گرد جمع ہونے لگے اور آپ سے علم و دانش کے وہ سوتے پھوٹے جس سے آج ساری دُنیا سیراب ہو رہی ہے' اسلامی تعلیمات کو نکھار کر پیش کیا تاکہ آنے والی نسلیں حقیقی اسلام سے متعارف ہو سکیں اور مسائل کو اس قدر واضح کر دیا جائے کہ ایک منصف مزاج انسان خرافات اور حقیقت میں تمیز دے سکے۔

آپ نے ایسے شاگرد پرورش کیے' جو اپنی مثال آپ تھے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک امتیازی شان تھی' ان عظیم شاگردوں میں سے صرف چند کا تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

① اَبان بن تَغلِب

آپ کو تین امام ــــ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام' حضرت امام محمّد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ علمی میدان میں ابان کی شخصیت کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ تفسیر، فقہ، حدیث، قرأت، لغت اور دیگر علوم میں ید طولیٰ

حاصل تھا اور آپ کی علمی شخصیت اس قدر مسلم تھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

"تم مسجد مدینہ میں بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو اور لوگوں کو ان کے مسائل سے آگاہ کرو۔ میری دلی تمنا اور آرزو ہے کہ میں اپنے شیعوں میں تمہارے جیسے افراد دیکھوں" (۱)

ابان جس وقت مدینہ آتے تھے تو لوگ ٹوٹ کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے اور آپ کے درس کے لیے منبر رسولؐ خالی کر دیا جاتا تھا۔ جس وقت ابان کی خبر مرگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کانوں تک پہونچی تو آپ نے فرمایا "خدا کی قسم اس خبر نے میرا دل ہلا دیا" (۲)

ابان نے تقریباً تیس ہزار روایتیں نقل کی ہیں (۳)

۲ زرارہ

علمائے شیعہ نے آپ کو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے برگزیدہ اصحاب میں شمار کیا ہے۔ آپ کی عظمت و بزرگی کا اندازہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس حدیث سے بخوبی ہوتا ہے امام نے ارشاد فرمایا:

"اگر برید بن معاویہ، ابو البصیر، محمد بن مسلم اور زرارہ نہ ہوتے تو آثار پیغمبرؐ اور معارف شیعہ محو ہو جاتے۔ یہ لوگ حلال اور حرام خدا کے امین ہیں"

اسلامی مسائل کے سلسلہ میں ان کی شخصیت قابل اعتماد ہے۔

امام برابر فرمایا کرتے تھے برید، زرارہ، محمد بن مسلم اور احول یہ لوگ زندگی و مرگ دونوں میں

---

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵ طبع کتابخانہ سنائی

(۲) جامع الرواۃ ج ۱ ص ۱ سفینۃ البحار ج ۱ ص ۸

(۳) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۷

میرے نزدیک محبوب ترین افراد ہیں۔

زرارہ امام کو اس قدر دوست رکھتے تھے کہ یہ بات زبان زد خاص وعام تھی اور چونکہ حکومت ایسے افراد کی سخت متلاشی تھی اور جب ایسے افراد مل جاتے تو انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں اس بنا پر امام جعفر صادق علیہ السلام زرارہ کی جان ومال کی حفاظت کے لیے بعض وقت زرارہ کے عیوب بیان کرتے تھے تاکہ دشمن کو بہانہ نہ ملنے پائے اور آپ نے خفیہ راستے سے زرارہ تک یہ پیغام پہونچایا کہ یہ جو میں بعض اوقات تمھارے عیوب بیان کرتا ہوں، یہ اس بنا پر ہے کہ یہ حکومت تم سے معترض نہ ہو اور تمھاری جان ومال عزت وآبرو محفوظ رہے کیونکہ تمھیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اس بات کے کوشاں رہتے ہیں کہ ہمارے دوستوں کو اذیتیں پہنچائیں اور چونکہ تمھارے لیے یہ بات مشہور ہوچکی ہے کہ تم ہمارے دوستوں اور چاہنے والوں میں ہو، لہذا جب اس قسم کی خبریں تم تک پہنچیں تو تم گھبرانا نہیں۔ (۱)

زرارہ قرأت، فقہ، علم کلام، شعر اور ادبیات عرب میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ آپ کی عظمت وبزرگی اور دیانت داری آپ کے چہرے سے آشکار تھی۔ (۲)

③ کمیت اسدی

بہت ہی مشہور ومعروف شاعر آپ ہمیشہ مدح اہل بیت علیہم السلام میں رطب اللسان رہتے تھے۔ آپ کے اشعار اہل بیت علیہم السلام کے فضائل سے بھرپور رہتے تھے۔ آپ اپنے اشعار کے ذریعہ ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے دفاع کرتے تھے اور دشمنان اہل بیت کو ہمیشہ ذلیل ورسوا کیا کرتے تھے اور ان کی قلعی کھولا کرتے تھے جس کی بنا پر اموی دربار سے

---

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۵۴۱
(۲) جامع الرواۃ ج ۱ ص ۱۱۷ و ص ۳۲۴ - ۳۲۵

برابر آپ کو ڈرایا دھمکایا جاتا اور کبھی تو موت کی بھی دھمکی دی جاتی۔

اس پر آشوب دور میں جہاں زبان وقلم پر پابندی عائد ہو، خصوصاً اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب بیان کرنا کس قدر دشوار کام تھا، ایسا زمانہ تھا جب اہل بیت علیہم السلام کی مدح کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اسی بنا پر بہت لوگ ایسے تھے جن کے قلوب تو اہل بیت علیہم السلام کی محبت سے سرشار تھے مگر اس کا اظہار نہیں کرپاتے تھے اور ایسے افراد بہت کم تھے جو اہلبیتؑ کی محبّت کا اظہار بھی کرسکیں اور ان کے فضائل ومناقب بیان کرسکیں، ان لوگوں میں کمیت اسدی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ آپ کو جس قدر دربار سے دھمکی دی جاتی اتنا ہی زیادہ آپ کے عزم وارادہ میں اضافہ ہوتا جاتا اور جس قدر سختی بڑھتی اتنا ہی زیادہ آپ کا دل بڑھتا اور آپ کے اشعار میں حق کا عکس نظر آتا ہے، آپ نے کبھی بھی باطل کی حمایت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حکومت کے کارناموں سے پردے اُٹھاتے رہتے اور عوام کو حکومت کی نیرنگیوں سے آگاہ کرتے رہے۔

کمیت نے اپنے بعض اشعار میں ائمہ علیہم السلام کی مدح ان الفاظ میں کی ہے:

یہ ہیں وہ رہنما، عدل وانصاف جن کی سرشت میں داخل ہے

یہ لوگ بنی اُمیہ کی طرح نہیں ہیں کہ حیوان اور انسان میں فرق نہ کرپاتے ہوں!

یہ حضرات عبد الملک، ولید، سلیمان اور ہشام جیسے نہیں ہیں کہ جو منبر پر بیٹھ کر ایسی باتیں کرتے ہوں جن پر خود کبھی عمل نہ کرتے ہوں!

یہ اموی بادشاہ باتیں تو پیغمبر اسلامؐ کے زمانے کی کرتے ہیں مگر خود ان کے عمل سے زمانۂ جاہلیت کے آثار نمایاں ہیں۔ (۱)

کمیت امام محمد باقر علیہ السلام کو دل سے دوست رکھتے تھے اور انھیں کبھی اپنا خیال

---

(۱) الشیعۃ والحاکمون تالیف جواد مغنیہ ص ۱۲۶ طبع چہارم بیروت

نہیں رہتا تھا۔ کمیت نے امامؑ کی مدح میں اشعار لکھے تھے اور اشعار کو امام کی خدمت میں پیش کیا۔ جب کمیت اپنا قصیدہ تمام کر چکے تو امام نے رو بقبلہ ہو کر ارشاد فرمایا "خدا کمیت پر رحمتیں نازل فرمائے"۔ اس کے بعد ایک لاکھ درہم کمیت کو عطا کیے اور فرمایا۔ یہ رقم ہمارے خاندان والوں نے جمع کر کے تمہیں دی ہے۔

کمیت نے کہا، "قسم خدا کی میں سیم و زر کا خواہاں نہیں ہوں، اگر آپ مجھے اپنا ایک پیراہن عطا کریں تو یہ میرے لئے سب سے زیادہ قیمتی ہے"۔ امام نے اپنا ایک پیراہن کمیت کو عطا کر دیا۔ (۱)

کمیت ایک روز امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امام نے زمانے کی شکایت کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا ؎

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ اَكْنَافِهِمْ
لَمْ يَبْقَ اِلَّا شَامِتٌ اَوْ حَاسِدٌ

"گذر گئے وہ افراد جن کے سایہ میں لوگ زندگی بسر کرتے تھے اور اب تو بیہودہ باتیں کرنے والے حاسد بچے ہیں"۔

کمیت نے فوراً یہ شعر پڑھا ؎

وبقی علی ظَهْرِ الْبَسِيْطَةِ وَاحِدٌ
فَهُوَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ ذَالِكَ الْوَاحِدُ

"ہاں اس روئے زمین پر ان عظیم افراد کی ایک نشانی موجود ہے اور وہی دلی مراد ہے اور وہ صرف آپ کی ذات والاصفات ہے"۔ (۲)

---

(۱) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۴۹۶ طبع کتابخانہ سنائی

(۲) منتہی الآمال ص ۷ طبع ۱۳۷۰ھ

۴ محمدؒ بن مسلم

آپ کو "فقیہ اہل بیتؑ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور آپ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے سچے چاہنے والے تھے اور حقیقی محب تھے۔ جیسا کہ گذر چکا ہے آپ کا شمار ان چار عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جن کے ذریعہ آثار نبوی محفوظ ہیں۔ آپ کی زندگی اسلامی تعلیمات کا مکمل نمونہ تھی۔

آپ کوفے کے رہنے والے تھے اور وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ امامؑ کے چشمۂ فیض سے اپنی علمی تشنگی بجھا سکیں۔ آپ چار سال تک امامؑ کی خدمت میں رہے اور علم و دانش کسب کرتے رہے۔

"عبداللہ بن یعفور" نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ہے "مولیٰ! بعض اوقات ایسے مسائل پیش آتے ہیں جن کا حل میں نہیں جانتا، اور ان مواقع پر آپ کی خدمت میں حاضری بھی ممکن نہیں ہوتی، تو اس صورت میں کیا کروں۔؟"

امام نے فرمایا:۔ "محمد بن مسلم کی طرف کیوں رجوع نہیں کرتے اور ان سے اپنے مسائل کا حل کیوں دریافت نہیں کرتے۔!" (۱)

ایک شب محمد بن مسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: "میری بہو کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے شکم میں ایک بچہ زندہ ہے اس صورت میں ہم کیا کریں۔؟"

محمد بن مسلم نے کہا:۔ "اس موقع پر امام محمد باقر علیہ السلام کا حکم یہ ہے کہ آپریشن کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا اور بعد میں عورت کو دفن کر دیا جائے گا۔"

اس کے بعد محمد بن مسلم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ "تم مجھ تک کیونکر پہنچیں؟"

---

(۱) تحفۃ الاحباب محدث قمی ص ۱۲۵ جامع الرواۃ ج ۲ ص ۱۶۴

عورت کہنے لگی: "میں اس مسئلہ کو لے کر امام ابوحنیفہ کے پاس گئی اور ان سے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا۔ وہ کہنے لگے اس مسئلہ کے بارے میں مجھے علم نہیں، محمد بن مسلم کے پاس جاؤ اور ان سے اس مسئلہ کا حل دریافت کرو اور وہ جو جواب تمھیں دیں، اس سے مجھے بھی آگاہ کرو۔"

محمد بن مسلم ایک روز مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے اور اس وقت امام ابوحنیفہ نے اسی گذشتہ مسئلہ کو عنوان کیا تھا اور اس کا حل اپنی طرف منسوب کر کے بیان کر رہے تھے!

جب محمد بن مسلم نے یہ دیکھا تو ایک مرتبہ کھنکھارے۔ امام ابوحنیفہ کی نگاہ جیسے ہی محمد بن مسلم پر پڑی سارا مطلب سمجھ گئے۔ محمد بن مسلم سے کہنے لگے:۔

"خدا تمھارے گناہ معاف کرے، اس کی رحمتیں تمھارے شامل حال ہوں، ذرا ہم لوگوں کو بھی زندہ رہنے دو۔" (۱)

---

(۱) رجال کشی ص ۱۶۲ طبع دانشگاہ مشہد

شہادتِ امامؑ

۷ ذی الحجۃ الحرام ۱۱۴ھ کو ۵۷ سال کی عمر میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور شہادت بھی اس بناء پر واقع ہوئی کہ ظالم و جابر بادشاہ اموی ہشام بن عبدالملک نے آپ کو زہر دلوایا، اور اسی زہر کے اثر سے آپ کی شہادت واقع ہوئی اور دُنیائے علم و دانش ہمیشہ کے لئے سوگوار ہو گئی اس آفتاب علم و ہدایت کو بھی ظالموں نے باقی نہ رہنے دیا۔

آپؑ نے شہادت سے قبل امام جعفر صادق علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا:

"میں آج کی رات اس دُنیا سے کوچ کر جاؤں گا، کیونکہ میں نے اپنے پدر بزرگوار کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے شربت پیش کر رہے ہیں جسے میں نے پیا، مجھے زندگی جاوید اور اپنے دیدار کی بشارت دے رہے ہیں۔"

دوسرے دن اس آفتاب علم و دانش کے دریائے بیکراں کو جنت البقیع میں امام حسن اور امام سید سجاد علیہما السلام کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ (۱)

ظالم و جابر حکومت نے اس قبر مطہر پر سائبان بھی گوارا نہ کیا۔ اس قبر مطہر پر آج بھی

---

(۱) کافی ج ۱ ص ۴۶۹ و ج ۵۵ ص ۱۱۰، بصائر الدرجات ص ۱۴۱ طبع مجری، تواریخ النبی والآل تستری ص ۴۰، انوار البہیہ محدث قمی ص ۶۹ طبع مجری

کوئی پوشش نہیں ہے۔ دن کی دھوپ اور رات کی شبنم میں یہ قبر مطہر آج بھی مظلومیت کی مجسّم تصویر ہے۔

ہمارے لاکھوں سلام ہوں
اس امام عالی مقام کی خدمتِ اقدس میں ———

ہمارا سلام ہو
اس قبر مطہر پر ——— جو آج بھی مظلومیت کی نشانی ہے

اِرشاداتِ اِمامؑ

اب جبکہ گفتگو قریب ختم ہے تو مناسب ہے کہ ایک نظر امام علیہ السلام کے ارشادات پر کرلی جائے اور یہی ارشادات ہماری زندگی کا نصبُ العین ہوں اور انھیں کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کی راہیں معین کریں :

- جھوٹ بولنا ناپختگیٔ ایمان کی علامت ہے ۔ (۱)
- مومن بُزدل ، لالچی اور کنجوس نہیں ہوتا ۔ (۲)
- جو دُنیا کا حریص ہے اس کی مثال ریشم کے کیڑے کی طرح ہے جس طرح وہ اپنے لعاب کو زیادہ کرتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا باہر آنا مشکل ہوجاتا ہے ۔ (۳)
- مومنین پر کبھی طعن و تشنیع نہ کرو ۔ (۴)
- اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو ، اور جو چیز تمھیں ناپسند ہے وہ اپنے دوست کے لئے بھی ناپسند کرو ۔ (۵)
- اگر کوئی مسلمان کسی کی ملاقات کی غرض سے اس کے گھر جائے اور وہ موجود ہونے کے باوجود اس سے ملاقات نہ کرے اور نہ گھر میں آنے کی اجازت دے تو اس شخص پر اس وقت تک لعنت ہوتی رہے گی جب تک وہ اس شخص سے ملاقات

نہ کرے ۔ (۶)

- خداوند عالم باحیا اور بردبار شخص کو دوست رکھتا ہے ۔ (۷)
- جو شخص اپنے غصّے سے لوگوں کو محفوظ رکھے تو یہ شخص قیامت میں عذاب خداوندی سے محفوظ رہے گا ۔ (۸)
- جو لوگ امر بہ معروف اور نہی از منکر کو پسند نہیں کرتے وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہیں ۔ (۹)
- اگر کسی کے گھر میں اس کا دشمن گھس آئے اور وہ اس کا مقابلہ نہ کرے تو خدا ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے ۔ (۱۰)

خدایا

امام محمد باقر علیہ السّلام کے طفیل

ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرما

کہ ہم ان ارشادات پر عمل کر سکیں ۔ آمین

"نور اسلام"

مآخذ ارشادات

۱،۲،۳،۴ ۔ وسائل الشیعہ ج۴ ص ۲۳۳، ۲۳۴ طبع حجری

(۵) وسائل الشیعہ ج۴ ص ۲۲۹ طبع حجری

(۶) " " " ص ۲۳۱ "

(۷) " " " ص ۳۵۵ "

(۸) " " " ص ۳۹۶ "

(۹) " " " ص ۳۲۲ "

(۱۰) " " " ص ۳۲۳ "

طلبہ اور نوجوانوں کے لیے گراں بہا تحفہ

بنیادِ نہج البلاغہ (ایران) کی تیار کردہ خوبصورت تصنیف

نَہجُ البلاغَۃ

سے

چند منتخب نصیحتیں

فاضل مصنفین کے رشحاتِ قلم سے مزین ایک
باوقار تالیف
جس میں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کی زبانِ مبارک سے ادا شدہ
منتخب کلمات کی نہایت عمدہ اور سلیس تشریح و توضیح کی گئی ہے

عمدہ کتابت	دیدہ زیب سرورق	اعلیٰ طباعت	قیمت ۲۵/۰ روپے